عصر حاضر میں ماحولیاتی آلودگی کا چیلنج اور سیرت نبوی کی روشنی میں اس کا حل

Environmental Pollution & our Responsibilities in the light of Seerah

Muhammad Shehran
m.shahran85@gmail.com
0333 5460659

ABSTRACT

Environmental pollution is currently considered by experts to be the biggest problem in the world. According to him, the real threat to the survival of the planet and human beings is due to environmental pollution. In this context, all countries are making efforts at their respective levels to address this issue. Although Pakistan is not one of the top polluters, it is one of the five countries that will be most affected, and will face challenges of health and climate change, including the economy, in the years to come. On the one hand, it is a fact that we, as Muslims, are guided by the steps that need to be taken to solve the problem of environmental pollution. The following article tries to understand this issue in the light of Sira Tayyaba.

Key Words: Environmental Pollution, Challenges, Affected, Human Being.

تمہید

ماحولیاتی آلودگی کو اس وقت ماہرین دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ قرار دے رہے ہیں۔ انکے مطابق کرہ ارضی اور انسان کی بقاء کو جو حقیقی خطرہ درپیش ہے وہ ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے ہے۔ اس تناظر میں تمام ممالک اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے اپنی اپنی سطح پر کاوشیں بروئے کار لا رہے ہیں۔ پاکستان اگرچہ ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے ممالک میں سر فہرست نہیں ہے لیکن اسکا شمار ان پانچ ملکوں میں ہوتا ہے جو اس سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ہیں، اور اسکے سبب آنے والے وقت میں معیشت سمیت صحت و موسمیاتی تبدیلیوں کے چیلنج درپیش ہوں گے۔ ایک طرف یہ حقیقت ہے تاہم اسکے ساتھ خوش آئند امر یہ ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کے مسئلے کے حل کے لیے جن اقدامات کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے انکی رہنمائی ہمیں بطور مسلمان سیرت طیبہ سے میسر ہوتی ہے۔ لہذا اگر سیرت نبوی ﷺ کو نمونہ بنا کر اس کی آگاہی کو فروغ دیا جائے ان تعلیمات کی اتباع کی جائے تو اس خطرے سے با آسانی باہر نکلا جا سکتا ہے۔ ذیل کے مضمون میں اس قضیے کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ماحول کی تعریف

ماحول کا لفظ ارد گرد کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی لغت میں 'حول' کا مطلب ہے جانب اور طرف۔ جیسا کہ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: وحول الشی: جانبه الذی یمکنهأن یحول إلیه[1]

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: الذین یحملون العرش ومن حوله[2]

ترجمہ: وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اسکے ارد گرد ہیں۔

تاہم اصطلاحی تناظر میں اس کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں اگرچہ مقصود ایک ہی ہے۔ جیسا کہ:

"طبعی کیمیائی حیاتیاتی اجزاء کا مجموعہ جو کہ جانداروں اور انکے گردوپیش پر اثرانداز ہوتا ہے جو بالآخر ہیئت اور بقاء کو ترتیب دیتا ہے"۔ ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ "روئے زمین پر مرتب ہونے والے وہ تمام خارجی اثرات جو انسانوں اور دیگر کائنات کے ارد گرد پائے جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں"۔[3]

الغرض ماحول کا اطلاق ہمارے آس پاس موجود زمان مکان اور اشیاء پر ہوتا ہے۔یعنی کہ انسانوں کے ارد گرد آب و ہوا، مختلف موسموں، جانداروں، نباتات، قدرتی جزاء، مٹی پانی، دریا اور سمندر وغیرہ کے مجموعے کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ جن چیزوں سے ایک متنفس کا واسطہ پڑتا ہے اور جو اس کی بقاء کے لیے ضروری، یا جن چیزوں کے اوپر تعلقات وروابط کا انحصار ہو، ان تمام امور کی مجموعی حیثیت کو ماحول سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آلودگی کی تعریف:

انسان کا براہ راست یا بالواسطہ طور پہ ماحول پہ کسی طرح اس انداز میں اثرانداز ہونا کہ جو تکلیف دہ نتائج کا حامل ہو۔ جس کے سبب انسانی صحت خطرے سے دوچار ہو جائے، دیگر جانداروں کو نقصان پہنچے یا فطری نظم متأثر ہو، ایسے کسی بھی عمل کو آلودگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[4]

ماحولیاتی آلودگی سے کیا مراد ہے؟

ایسے تمام عوامل وعناصر یا سرگرمیاں جن کے نتائج واثرات کائنات کے فطری نظم میں تغیر پیدا کرنے کا سبب بنیں اور ہر متنفس کی زندگی وصحت کو متأثر کرنے کا سبب بنیں، ایسے امور ماحولیاتی آلودگی میں شمار کیے جاتے ہیں۔ڈاکٹر سعید اللہ اسکی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ماحولیاتی آلودگی کا تعلق صرف ہوا، پانی، مٹی اورزمین کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ اس میں اخلاقی، تعلیمی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی امور بھی شامل ہیں۔"[5]

ماحولیاتی آلودگی دو قسم کی ہوتی ہے۔ طبعی آلودگی: اس سے مراد وہ آلودگی ہے جس کی پیداوار میں انسانوں کا کوئی کردار نہ ہو بلکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تقدیر وارادے سے جنم لیا ہو، جیسے لاووں، زلزلوں اور سیلابوں سے وقوع پذیر ہونے والی آلودگی۔ اس نوع کی آلودگی کو انسانی کاوشوں سے نہیں روکا نہیں جاسکتا اور نہ کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔[6] دوسری قسم انسانی آلودگی کی ہے۔ یہ وہ ہے جو مختلف انسانی افعال کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے جیسے ایٹمی دھماکے، کیمیائی مواد کا پھیلاؤ گاڑیوں کا دھواں، اوراسکے علاوہ فیکٹریوں، گھروں اور دیگر انسانی سرگرمیوں سے جنم لینے والے وہ منفی اثرات جو آس پاس کو نقصان پہنچاتے ہوں۔[7]

پاکستان میں ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ:

ماحولیاتی آلودگی کا خطرہ پاکستان کے لیے اتنا ہی بڑا مسئلہ ہے جتنا معیشت، بیروزگاری، صحت، تعلیم اوردفاع کے مسائل ہیں۔ شاید یہ ان سب سے بھی بڑا مسئلہ ہے کیونکہ ماہرین کے مطابق دیگر سارے مسئلے بھی فی الوقت کہیں نہ کہیں ماحولیاتی آلودگی اوراس سے جنم لینے والے اثرات سے جڑے ہوئے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی شرح کے فرق کے ساتھ ساری دنیا کا مسئلہ ہے اور یہ عارضی نہیں بلکہ مستقل ہے۔ لہذا اس سے نمٹنے کے لیے تحفظ ماحولیات کے ملکی وعالمی اداروں کی تحقیق ونتائج سے استفادہ کرتے ہوئے منصوبہ بندی کے ساتھ اجتماعی کوششیں بروئے کار لانے اوراس حوالے سے ذرائع ابلاغ کے توسط سے آگاہی پھیلانے کی ضرورت ہے۔ ایئر کوالٹی انڈیکس میں دنیا کے بیس الودہ ترین شہروں میں پاکستان کے پانچ شہر شامل ہیں۔ یہ صورتحال تقاضا کرتی ہے کہ ماحول وفضا کو صاف رکھنے کے لیے علمی تحقیقات ووسائل استعمال میں لائے جائیں۔ اسکے ساتھ

رویوں کی تہذیب، قوانین کے اطلاق اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی منظم و مستقل بنیادوں پر سعی کی جائے۔[8]

ماحولیاتی آلودگی کے سبب پیدا ہونے والی موسمیاتی تبدیلیوں سے ویسے تو کئی طرح کے خطرات کا سامنا ہے لیکن بنیادی سطح پہ پاکستان دو حوالوں سے زیادہ متاثر ہو رہا ہے۔ ایک طرف درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اور دوسری طرف یہ پانی کی شدید کمی کا شکار ہوتا جا رہا ہے. پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز (پی سی آر ڈبلیو آر) کے مطابق، پاکستان کا شمار 2005ء سے باضابطہ طور پر پانی کی قلت والے ممالک میں ہو گیا تھا۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام اور پی سی آر ڈبلیو آر نے زمینی پانی کی آئندہ قلت کے بارے میں بھی انتباہ جاری کیا ہے۔[9] غریب اور پسماندہ طبقات موسمیاتی تبدیلیوں کی ہولناکی کا سب سے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ ایک طرف ہمارے شہروں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے دوسری طرف زراعت کے لیے پانی کی کمی کا سامنا ہے، خاص طور پر جنوبی سندھ میں اگلے کچھ ہی سالوں میں بڑھتی ہوئی خوراک کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پانی کی اشد ضرورت ہو گی، اور پاکستان کو خوراک کی قلت کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اس خطے کے بہت سے ممالک پہلے سے ہی پانی کے شدید بحران کا شکار ہیں۔

عہدِ حاضر میں ماحولیاتی آلودگی کا چیلنج اور سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی

سیرت نبوی سے ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لیے جو رہنمائی ملتی ہے وہ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بلکہ عہد حاضر میں اس سے وہ ساری ہدایات حاصل کی جاسکتی ہیں جس کی تمام انسانیت کو اپنی بقاء اور تحفظ کے لیے حاجت ہے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ سے وہ اصول اخذ کیے جاسکتے ہیں جن سے ایک بہترین، صاف ستھرے اور معیاری معاشرے کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ آج دنیا ماحولیاتی

آلودگی کے مسئلے سے نمٹنے کے جن چیزوں پر زور دے رہی ہے ان سب کا عکس ہمیں سیرت طیبہ سے وضاحت کے ساتھ ملتا ہے۔ جنگلات اور درختوں کے تحفظ کے لیے سالانہ اربوں ڈالر کی مہم چلائی جاتی ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو انفرادی اجتماعی زندگی کا حصہ قرار دیا اور شجر کاری کی بہت زیادہ ترغیب دی۔ پانی کو آلودہ نہ کرنے کا حکم دیا۔ فضائی وصوتی آلودگی سے بچاؤ کے لیے چھوٹی چھوٹی چیزوں کی رعایت رکھنے کو ضروری قرار دیا۔ سیرت نبوی تمام انسانوں کے لیے اس اہم مسئلے سے نمٹنے کے لیے بہت زبردست ذریعہ ہے۔ یہ تمام امور وتعلیمات صرف سماجی فلاح کے اختیاری ذرائع نہیں ہیں کہ جن کو نظر انداز کرنا بھی ممکن ہو بلکہ ان امور کو ایک گونہ ایمانی واعتقادی فریضہ کے طور پہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج سے سینکڑوں سال قبل جب ماحولیاتی آلودگی مسئلہ نہیں تھا تب اگر اسکو اتنی اہمیت دی گئی تھی تو آج جب انسانیت اسے اپنی بقاء کا مسئلہ سمجھ رہی ہے تو ایسے نازک موڑ پہ ان امور کی رعایت رکھنے کی فضیلت واہمیت کتنی زیادہ ہو گی۔[10]

اگر آنحضرت ﷺ کی سیرت وتعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں ماحول کی نگہداشت وتحفظ کی بہت زیادہ تاکید ملتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ خود بھی صفائی ونظافت کو پسند فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اسکا درس دیتے۔ نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ نے انسانوں کو ذاتی وشخصی نظافت کی ترغیب دی بلکہ اجتماعی سطح پر بھی پاکیزگی اختیار کرنے کے لیے خود کو عملی نمونہ بنا کر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل وتعلیمات سے ان تمام ذرائع کا سدباب کیا جن سے کسی جاندار کو بھی تکلیف کا سامنا ہو۔ اپنی ذات کی صفائی ہو یا گھر کی، ماحول وپڑوس کا مسئلہ ہو یا عام شاہراہوں وگزرگاہوں کو ٹھیک رکھنے کا قضیہ، آپ ﷺ کی سیرت سے تمام چیزوں کی رہنمائی ملتی ہے۔

مجموعی طور ماحولیاتی آلودگی کی چار انواع ہیں۔(۱) زمینی آلودگی (۲) آبی آلودگی (۳) فضائی آلودگی (۴) صوتی آلودگی

سیرت طیبہ کے مطالعے سے مذکورہ بالا چاروں اقسام کی آلودگی سے نمٹنے کے لیے جو رہنمائی حاصل ہوتی ہے اسکا اختصار کے ساتھ جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

زمینی آلودگی اور سیرت نبوی ﷺ

زمینی آلودگی سے مراد ایسے عوامل کا وجود میں آنا ہے جس سے مٹی کی فطری حیثیت متأثر ہو اور اس میں نقصان دہ اجزاء شامل ہو جائیں۔ جیسے کہ ہمارے ملک میں زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے کیمیائی کھادوں اور جراثیم کُش ادویات کا بے تحاشا استعمال ہو رہا ہے۔ جسکے سبب ایکطرف زمین کی زرخیزی متأثر ہو رہی ہے، دوسری طرف حیاتیاتی مادے زہریلے ہوتے جارہے ہیں۔ ان کیمیائی مادوں سے پانی کے سرچشمے بھی زہریلے ہوتے جارہے ہیں۔ نتیجہ میں انسانوں وحیونات کے جسموں میں بھی یہ زہریلے مادے خودنی اشیاء کے ذریعے داخل ہو رہے ہیں اور اس سے سرطان جیسی مہلک بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اسی طرح ملک کے شہری علاقوں کی آبادی میں بے ہنگم اضافے سے ردی اشیاء اور فضلات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک میں ان ردی وناکارہ چیزوں کو ضائع کرنے کا کوئی باقاعدہ نظام موجود نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے زمین اور مٹی کی طہارت وصفائی کو کئی طرح سے واضح فرمایا تاکہ انسان اسے آلودہ نہ کریں۔ اسکا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے جس میں آپ نے زمین کو مسجد قرار دیا:

فضلنا علی الناس بثلاث: جعلت صفوفنا کصفوف الملائکة، وجعلت لنا الارض کلهامسجداً، وجعلت تربتها لنا طهوراًإذا لم نجد الماء۔[11]

ترجمہ: مسلمانوں کو پہلی امتوں پر تین چیزوں کی وجہ سے برتری حاصل ہے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ہمارے لیے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا ہے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں اسکی مٹی کو ہمارے لیے پاک بنادیا گیا ہے۔

اسی لیے آپ ﷺ نے راستوں اور گلیوں کو صاف رکھنے کی تلقین کی ہے:

اتقوا اللاعنین، قالوا: وماالاعنان یا رسول اللہ؟ قال: الذی یتخلیٰ فی طریق الناس وظلھم۔[12]

ترجمہ: لعنت کا سبب بننے والی دو چیزوں سے بچو، صحابہؓ نے پوچھا اے رسول اللہ ﷺ وہ دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک تو لوگوں کی گزرگاہوں اور راستوں پر قضائے حاجت کرنا اور دوسرا ایسی جگہ پر پیشاب کرنا جہاں لوگ سایہ حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے ہوں۔

حتیٰ کہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عام جگہوں پر تھوکنا بھی آپ ﷺ کو ناپسندیدہ تھا۔ اگر کوئی تھوک دے تو اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس پر مٹی ڈال دے یا اسے صاف کرے۔ اگر کسی نے کوئی نقصاندہ چیز کھا رکھی ہو تو اس صورت میں تھوک بھی مضر صحت جراثیم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اسے عام مقامات پر پھینکنے سے ماحول متأثر ہوتا ہے۔ اسی لیے بعض ملکوں میں سڑک اور عوامی جگہوں پر تھوکنے کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے، عموماً عوامی مقامات پر تھوک دان بنا دیے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ ناگوار تھا کوئی شخص عوامی جگہوں پر تھوکے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے موقع محل دیکھ کر بائیں جانب یا زیر قدم تھوکنے کی ہدایت فرمائی تھی۔[13] حضور ﷺ نے ایک امام کو مسجد کی دیوار پہ بے احتیاطی کے ساتھ تھوکنے کی پاداش میں امامت سے معزول کر دیا تھا۔[14]

آلودگی سے تحفظ کے لیے آنحضرت ﷺ نے آلودہ شخص یا مقام سے بھی اجتناب کی ہدایت کی ہے تاکہ اعتقادی تلوث کے ساتھ انسان جسمانی تلوث سے بھی محفوظ رہیں۔ ارشاد ہے:

فر من المجذوم کما تفر من الأسد۔[15]

ترجمہ: جذامی شخص سے اسطرح بھاگو جیسے کہ تم شیر سے بھاگتے ہو۔

اسیطرح طاعون کے بارے میں فرمایا

فإذا سمعتم به بأرض فلاتدخلوهاعليه وإذا دخلها عليكم فلاتخرجوا منها فرارا۔[16]

ترجمہ: کسی مقام پر طاعون کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤاورر اگر وہ تمہاری جگہ پر آئے تو بھاگ کر مت نکلو۔

یہاں اس نکتہ کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ آلودگی پھیلانے والوں پر نکیر نہ کرنا بھی ان کا ایک گونہ تعاون ہے۔ جرائم پر مجرمانہ خاموشی بھی عذاب الٰہی کا باعث بن جاتی ہے۔ حدیث میں اس بات کو ایک کشتی کی تمثیل سے سمجھایا گیاہے کہ اسمیں نچلی منزل پہ ضرر پھیلانے والوں کونہ روکا گیاتو سب ہلاک ہو جائیں گے :

فإن يتركوهم وما أرادوا هلكوا جميعا وإن أخذو علىٰ أيديهم نجوا ونجواجميعاً۔[17]

ترجمہ: اگر ان کو چھوڑ دیں گے تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ کر روک دیں گے تو سب بچ جائیں گے۔

آنحضرت ﷺ کی سُنت و تعلیمات سے زمینی ماحول کو صاف رکھنے کے لیے اہتمام کرنے کی خاطر اہم ہدایات ملتی ہیں۔ اگر ان امور کی بہتر طریقے سے نگہداشت کی جائے تو تمام جانداروں کے لیے زندگی گزارنے کا عمل محفظ اور آسان ہو جائے۔

آبی آلودگی اور سیرت نبوی ﷺ

اس سے مراد پانی میں ایسے اجزاء وکثافتوں کا شامل ہونا ہے جو مضر صحت ہوتے ہیں۔ آلودہ پانی خطرناک بیماریوں کو جنم دینے کا باعث بنتا ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ اموات اسی کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ پانی کے سرچشمے جھیلیں، دریا، سمندر اور دیگر ذخائر جب گدلے ہو جائیں یا ان میں مضر صحت عناصر شامل ہو جائیں تو نہ صرف انسانوں کے لیے بلکہ تمام جاندار مخلوقات کے لیے مہلک ہے۔ مثلاً پلاسٹک ایک ایسا مادہ ہے جو تحلیل یا ضائع نہیں ہوتا، یہ باقی رہتا ہے اور مسلسل آلودگی کا باعث بنتا ہے۔ سالانہ کئی ٹن پلاسٹک بغیر کسی احتیاط کے گردوپیش میں پھینک دیا جاتا ہے جس سے آبی و زمینی ماحولیاتی نظام پر تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ورلڈ وائڈ فنڈ (WWF) کے مطابق یومیہ شہروں کی صنعتی فیکٹریوں کا تقریباً450 ملین گیلن کچرا، جس میں کاغذ، پلاسٹک، شیشہ اور تانبا وغیرہ شامل ہوتے ہیں، بحیرہ عرب کی نذر کر دیا جاتا ہے۔[18] کیمیکلز کی موجودگی کے باعث نتیجے میں نہ صرف یہ کہ پانی خراب ہوتا ہے بلکہ یہ آبی حیات کے لیے بھی بہت بڑا خطرہ ہے۔ ہمارے ہاں صنعتی و گھریلو فضلے کو ٹھکانے لگانے کے لیے اسے نالوں میں پھینک دیا جاتا ہے جو سمندروں دریاؤں میں جا کر شامل ہو جاتا ہے یا زراعت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے براہ راست یا بالواسطہ انسان سمیت تمام جاندار متأثر ہو رہے ہیں۔ دن بدن زیر زمین پانی بھی ناقص اور مضر صحت ہوتا جا رہا ہے۔

آپ ﷺ نے پانی کو محفوظ بنانے کے لیے ہر طرح کے ضروری اقدامات کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مثال کے طور پہ آپکا فرمان ہے:

عن رسول اللهﷺإنه نهى أن يبال فى الماءالراكد۔[19]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ:

غطوا الإناءوأوكوا السقاء۔[20]

ترجمہ: پانی کے برتن کو ڈھانپ کے رکھو اور مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ وسیلہ یا چیز جس میں پانی موجود ہو اسکو صاف رکھنا اور گندگی سے بچانا ضروری ہے آج کل کے دور میں پانی کے پائپ اور ٹینکیاں سبھی اس زمرے میں آتی ہیں۔ ہم میں سے بہت سارے لوگ پانی کی ٹینکیوں کی صفائی یقینی نہیں بناتے یا پھر بعض اوقات پانی کے انتقال کے لیے ناقص پائپ استعمال کیے جاتے جو کچھ عرصے بعد خراب ہو جاتے ہیں۔ اس سے انسانوں کو مرض لاحق ہوتا ہے۔ پاکستان میں بچوں کی اکثریت کی اموات کی وجہ صاف پانی کا نہ ہونا ہے۔[21] ملک کے کئی حصوں میں پانی کی نوعیت ایسی ہے جو صحت کے لیے نقصاندہ ہے اور اس سے سنکھیا کی بیماری ہوتی ہے۔ لہٰذا سیرت طیبہ کے مقصود سے یہ بھی تعلیم ملتی ہے کہ عوام کو صاف پانی فراہم کیا جانا چاہیے تاکہ وہ آبی آلودگی کے خطرات سے محفوظ رہ سکیں۔

فضائی آلودگی اور سیرت نبوی ﷺ

فطرت کی حفاظت اور اس میں موجود ہوا اور نباتات کی حفاظت ایک لازمی امر ہے۔ معاشرے میں بہت ساری چیزیں ماحول کو آلودہ کرنے کا باعث بنتی ہیں جیسے کوئلہ، گیسولینو غیرہ۔ علاوہ ازیں ایندھن، بھٹیوں اور کارخانوں کی وجہ سے ہوا میں سلفرڈائی آکسائیڈ اور نائٹروجن آکسائیڈ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اور یہی مضر گیسیں نہ صرف فضائی درجہ حرارت میں اضافہ کا باعث بن رہی ہیں بلکہ فضا میں شامل ہونے کے سبب اوزون گیس کی تہہ کو نقصان پہنچ رہا ہے جسکی وجہ سے سورج کی خطرناک شعاعیں زمین تک آرہی ہیں جو ہر متنفس کی زندگی کے لیے خطرہ ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ گلوبل وارمنگ میں اضافے کے باعث دنیا کے اوسط ٹمپریچر میں تیزی سے اضافے کے نتیجے میں پاکستان میں قدرتی آفات بڑھ رہی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق سال 2015ء کے دوران پاکستان

میں قدرتی آفات سے 2ہزار ہلاکتیں، اربوں روپے مالیت کی سرکاری و نجی املاک، پاورہاؤسز، فصلیں سڑکیں اور پُل تباہ ہوئے۔ سب سے زیادہ پختونخوا، گلگت بلتستان اور کراچی متاثر ہوئے۔ پختونخوا میں ٹارنیڈو طوفان سے 94، سیلاب سے 250افراد جاں بحق ہوئے۔ کراچی میں ہیٹ سٹروک سے 1300افراد لقمہ اجل بنے، ہسپتالوں کے مردہ خانوں میں جگہ کم پڑ گئی تھی۔ 26اکتوبر کا زلزلہ 280جانیں لے گیا تھا۔ پاکستان دنیا میں موسمیاتی تبدیلی کا باعث بننے والے ممالک میں ہر گز شامل نہیں ہے تاہم یہ ان پانچ ممالک میں ضرور شامل ہے جو موسمیاتی تبدیلیوں سے سب سے زیادہ متاثر ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی کے منفی اثرات کے نتیجے میں ملک کی کل اراضی کے 22فیصد کو جبکہ 50فیصد آبادی کو خطرہ لاحق ہے۔ اس سے نمٹنے کے لیے اگر بروقت منصوبہ بندی نہ کی گئی تو ملکی معیشت، زراعت اور انسانی حیات پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔[22]

اِسوقت دنیا میں فضائی آلودگی کا مقابلہ کرنے کے لیے درختوں اور جنگلات کو سب سے مؤثر ذریعہ قرار دیا جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے شجر کاری کی بہت زیادہ اہمیت بیان فرمائی ہے۔ سیرت طیبہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ درختوں اور سبزے کی اہمیت کے پیش نظر جنگی حالت میں بھی درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے سوائے جنگی حکمت عملی کے۔ آنحضرت ﷺ نے بنی نوع انسانی کو آسانی سے حاصل ہونے والے وسائل جیسے پانی، ہوا، جنگلات وغیرہ کو نقصان پہنچانے کو پسند نہیں فرمایا۔ کیونکہ ان چیزوں کے بے جا اور غلط استعمال سے انسان خود کو ہی ہلاکت میں ڈال رہا ہے اور ماحول کو متاثر کر رہا ہے۔

ماحولیات کے تحفظ میں پیڑ پودوں کا کردار بنیادی ہوتا ہے۔ ان میں زہریلی گیسوں کو تحلیل کر کے اچھی گیس فراہم کرنے کی زبردست صلاحیت ہے، سبزہ زار علاقے ہر جاندار کے لیے صحت بخش بھی ہوتے ہیں اور فرحت افزاء بھی۔ ہرے بھرے مقامات میں جو روحانی سکون میسر آتا ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ہو سکتا۔ اسیلیے آنحضرت ﷺ نے شجر کاری اور زمینوں کو آباد کرنے کی ترغیب دی ہے

۔ لگانے والے کے لیے اسکو باعث اجروثواب اورعام مخلوقات کے لیے نہایت ضروری قرار دیا ہے۔ درختوں کو بلاضرورت کاٹنے سے منع کیا ہے اوراس پر عذاب الٰہی کی وعید سنائی ہے۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں:قال رسول اللهﷺ: إن قامت الساعة وبيد أحدكم فسيلة فإن استطاع أن لايقوم حتىٰ يغرسها فليفعل۔[23]

ترجمہ: اگر قیامت قائم ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کی چھوٹی سی شاخ ہو، ایسے میں اگر اٹھنے سے قبل وہ اس پودے کو لگا سکتا ہو تو لگا دے۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ فرد کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اس درخت لگانے کا اسے فائدہ ملے گا یا نہیں، بلکہ زمین کو شاداب رکھنے کے لیے اسے اپنی طرف سے ہر ممکنہ کردار ادا کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو بلاضرورت درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے:

حضرت عبداللہ بن حبشیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:من قطع سدرةً صوب الله رأسه فى النار. سُئل أبوداد عن معنى هذا الحديث فقال: هذا الحديث مختصر يعنى من قطع سدرةً فى فلاة يستظل بها ابن السبيل۔[24]

ترجمہ: جو شخص کسی درخت کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اسکا سر جہنم میں ڈالیں گے۔ اس حدیث کی تشریح میں امام ابوداود نے کہا کہ اس سے مراد ایسا سایہ دار درخت ہے جسکے نیچے مسافر چھاؤں حاصل کرتے ہوں۔

ہر ایسا چھوٹا بڑا عمل جس سے فضا کی صفائی پر اثر پڑے یا اس سے لوگوں کو ناگواری ہو اسے رسول اللہ ﷺ نے پسند نہیں کیا۔ متعدد احادیث میں مقامات عامہ پر بدبو پھیلانے سے منع

کیا گیا ہے کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من أكل ثوم أو بصلاً فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا۔[25]

ترجمہ: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجدوں سے دور رہے۔

مسلم شریف کی روایت میں اس حکم کی توجیہ بھی بیان کی گئی ہے:

فإن الملائكة تتأذىٰ مما يتأذىٰ منه بنوآدم۔[26]

ترجمہ: کہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی ناگواری ہوتی ہے۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے کراث (ایک بدبودار درخت) کی بُو محسوس کی تو آپ نے تنبیہ آمیز انداز میں فرمایا:

ألم أكن نهيتكم عن أكل هذه الشجرة،إن الملائكة تتأذىٰ مما يتأذىٰ منه الإنسان۔[27]

ترجمہ: کیا میں نے تمھیں اس بدبودار درخت کے استعمال سے منع نہیں کیا تھا، اس لیے کہ جس شے سے انسان کو تکلیف محسوس ہو اس سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں کہ میں نے کئی ایسے لوگوں کو دیکھا جو پیاز اور لہسن جیسی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آئے تھے انکو حضور ﷺ نے مسجد سے نکلوا کر بقیع کی طرف بھیج دیا۔[28]

ایسے ہی عوامی مقامات تمام انسانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں انہیں تعفن زدہ نہیں کرنا چاہیے۔ جسطرح لوگ اپنی ذاتی ملکیت کی جگہوں اور مکانات کو صاف ستھرا رکھتے ہیں اسی طرح عوامی مقامات کے حوالے سے بھی ایسی ہی سنجیدگی دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ گلی محلوں

کے اندر ایک مخصوص مقام متعین کیا جائے جہاں راستے اور گھروں کے کچرے کو جمع کیا جائے اور بعد میں وہاں سے اُٹھالیا جائے۔ بالخصوص انسان جانوروں سے بھی غذا حاصل کرتا ہے، جانور کے قابلِ استعمال اجزاء حاصل کرنے کے بعد دیگر اعضاء جیسے اوجڑی یا خون وغیرہ ضائع کر دیے جاتے ہیں۔ نبات کے مقابلے میں جانوروں میں جلد تعفن پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بہت تیزی سے فضا کو آلودہ کر دیتے ہیں ۔ نبی کریم ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اسطرح کے کام کرنے والے لوگوں کی خود ذمہ داری بنتی ہے کہ آباد علاقوں میں اس قسم کی غلاظتیں نہ پھیلائیں، بلکہ انہیں ان کے لیے کیے گئے مخصوص مقامات پر ڈالیں ۔ نبی ﷺ کے دور میں بھی ایسے مقامات الگ قائم کیے گئے تھے جہاں کچرا وغیرہ پھینکا جاتا تھا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ ایک قوم کے سباطة (گندگی ڈالنے کی مخصوص جگہ) پر تشریف لائے اور پیشاب کیا۔[29]

آپ ﷺ کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں بھی گندگی اور کچرا پھینکنے کے لیے مخصوص جگہیں بنی ہوئی تھیں۔

اسی طرح کھلے میں قضائے حاجت کا رواج بہت قدیم ہے۔ دیہاتوں میں کئی لوگ اب بھی اسی طرح قضائے حاجت کرتے ہیں یا یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے شہروں میں بعض جگہوں پہ گندا پانی اور فضلات کھلی نالیوں یا گلیوں میں بہا دیتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس سے فضائی آلودگی بھی پیدا ہوتی۔ اس قسم کے رویے سے گریز لازم ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں اکثر لوگ کھیتوں وغیرہ میں ہی قضائے حاجت کرنے جاتے تھے۔ مگر آپ ﷺ نے ہدایت کی تھی عوامی مقامات اور راستے وغیرہ پر گندگی نہ پھیلائی جائے، پردہ کی جگہوں کا انتخاب کیا جائے اور حتی الامکان پانی کا استعمال کیا جائے۔ اس سے طہارت کے علاوہ یہ فائدہ ہوتا ہے کہ غلاظتیں زیر زمین پیوست ہو جاتی ہیں۔ آج کے دور میں بیت الخلا بنانے کا عمومی رجحان ہے اور آسان بھی ہے۔ ایسے میں عوامی مقامات یا کھلے راستوں پر گندگی بہانا تعلیمات نبوی کی صریح خلاف ورزی ہے۔

صوتی آلودگی اور سیرت نبوی ﷺ

شور کی آلودگی بنی نوع انسان کی طبیعت میں چڑچڑے پن کا سبب بنتی ہے، سر درد، ڈپریشن اور تھکاوٹ جیسے مسائل کو جنم دیتی ہے۔ صوتی آلودگی دنیاکاایک بڑااور سنجیدہ مسئلہ ہے جس سے نمٹنے کے لیے قوانین متعارف کرائے جاتے ہیں۔ پر شوراور بلند آوازوں سے فضامیں ارتعاش پیدا ہوتا ہے اور اسکی وجہ سے انسانوں کی سماعتوں پر بھی اثر پڑتا ہے اور لوگ دل وبلڈ پریشر سمیت کئی خطرناک امراض میں مبتلاہوسکتے ہیں۔ٹریفک کا شوراعصابی تناؤاور بے چینی جیسے امراض کا سبب بنتاہے۔ قدیم زمانے میں صوتی آلودگی ایک مسئلہ نہیں تھاجس طرح کہ آج ہے۔ کیونکہ پہلے ایسے آلات موجود نہیں تھے جن سے انسانوں کوتکلیف پہنچنے کااندیشہ ہو۔ لیکن اب یہ ایک عالمی مسئلہ ہے اوراسکاتدارک کرنے کے لیے دنیاخاطر خواہ اقدامات کررہی ہے۔جدید دور میں گاڑیوں اور مشینوں کی تعداد میں اضافے نے لوگوں میں یہ احساس پیدا کیاہے کہ ان چیزوں پر پابندی لگانا تو ممکن نہیں تاہم انہیں قواعد وضوابط کے تحت لایاجاسکتاہے۔ بہت سارے لوگ شاہراہوں پہ بلاوجہ ہارن بجاتے ہیں، محلوں میں بھی یہ روش دیکھنے کوملتا ہے جس سے بالخصوص بیمار، بوڑھے اور بچے سخت متأثر ہوتے ہیں۔لاؤڈ سپیکر کا شور بھی ایک الگ مسئلہ ہے جسکے لیے ہدایات متعارف کرانے کی ضرورت تھی۔

اگرچہ آپ ﷺ کے عہد میں صوتی آلودگی مسئلہ نہیں تھالیکن اسکے باوجود آپ کی سیرت سے اس موضوع پر بھی رہنمائی ملتی ہے۔ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

إن الله يبغض كل جعظري جواظ سخاب في الأسواق۔[30]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر متکبر، بخیل اور بازاروں میں شور مچانے والے شخص کوناپسند فرماتے ہیں۔

متانت اور وقار کو نبوت کی صفات میں شمار کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو آنحضور ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ سب مسلمان آپ کی زندگی کی اتباع کریں۔ آپ کی صفات میں سے ایک خوبی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ کبھی بھی بلند آواز میں بات نہیں کرتے تھے اور شور مچانے والے نہ تھے:

لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب بالأسواق۔[31]

حتیٰ کہ مسجدوں میں گمشدہ چیزوں کے اعلان سے بھی روکا گیا کیونکہ عبادت کے دوران اسطرح کے اعلانات سے تشویش پیدا ہوتی ہے اور سکون ختم ہوتا ہے۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ ﷺ کے نزدیک صوتی سکون کی کتنی زیادہ اہمیت تھی۔ ارشاد فرمایا:

من سمع رجلاً یُنشد ضالةً فی المسجد فلیقل لاردھااللہ علیک فإن المساجد لم تُبن لھذا۔[32]

ترجمہ: جو شخص کسی کو مسجد کے اندر اپنی گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو کہا کہ اللہ اسے نہ لوٹائے، مساجد اس مقصد کے لیے نہیں تعمیر کی جاتیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے پیغام ملتا ہے کہ آوازوں میں میانہ روی رکھنی چاہیے۔ مثال کے طور پہ حضرت ابو قتادہؓ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے قریب سے گزرے جو نماز پڑھتے ہوئے پست آواز میں تلاوت کررہے تھے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ کے پاس سے گزرے جو بلند آواز میں تلاوت کررہے تھے۔ اسکے بعد جب وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپنے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا آپ آہستہ کیوں تلاوت کررہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں جس ذات سے سرگوشی کررہا تھا وہ میری آواز سن رہا تھا۔ حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں اُونگھنے والوں کو جگانا چاہ رہا تھا۔ اس

پر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اپنی آواز کو کچھ بلند کرو اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اپنی آواز کو کچھ پست کرو۔[33]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آوازوں میں میانہ روی رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔

نتائج وسفارشات

ماحولیاتی آلودگی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے سیرت طیبہ سے بھرپور رہنمائی ملتی ہے۔بلکہ آنحضور ﷺ نے جن امور کی رعایت رکھنے کی ضرورت پر زور دیا ان پر عمل کرنے سے اس خطرے کا بخوبی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی کا عفریت کسی بھی عالمی جنگ سے زیادہ خطرناک ہے۔ اسکے بارے میں شعور اور آگاہی پر کام کی اشد ضرورت ہے۔ماحولیاتی تبدیلی اور آفات کی روک تھام کے امور پر تعلیمی مواد سکولز اور یونیورسٹیز کے نصاب میں شامل کرنا ایک اچھا آغاز ثابت ہو سکتا ہے۔

چھوٹے اور درمیانے درجے کے شہروں کو بدلتے ہوئے موسمی حالات، آبادی کے پھیلاؤ اور مستقبل کی ضرویات کے مطابق ماسٹر پلان بنانے اور ان پر مکمل عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ تیزی سے بڑھتے شہر ایک قابل عمل پلان جس میں ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات ایک مرکزی نقطہ کے طور پر موجود ہوں، کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔

انفرادی سطح پر ممکنہ اقدامات:

ردی اور پلاسٹک کی اشیاء کو بہتے پانی میں نہ پھینکا جائے۔

زراعت میں کیمیائی کھادوں کا بقدر ضرورت اور کم سے کم استعمال کیا جائے۔

بجلی اور گھریلو مشینوں کا استعمال کم کیا جائے تا کہ فضا میں حدت تیز نہ ہو۔

نہانے، کپڑے دھونے یا گھر دھونے کے لیے پانی زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔

حوالہ جات

---

[1]راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، تحقیق صفوان عدنان الداودی، دارالقلم، بیروت 1421ھ، کتاب الحاء، ج ا، ص14

[2]القرآن، سورۃ غافر:7

[3]الجمیلی السید، الاسلام والبیئۃ، مرکز الکتاب للنشر قاہرہ، 1997ء، ص41

[4]احمد عبد الکریم سلامہ، قانون حمایۃ البیئۃ الاسلامی، دار ابن حزم بیروت، ص28

[5]عبد المجید النجار، قضایا البیئۃ من منظور اسلامی، مرکز البحوث والدراسات، 2004ء، ص93

[6]ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش، فقہ اسلامی کی روشنی میں ماحولیاتی آدگی سے تحفظ، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، 2014ء، ص22

[7]الدکتور شوقی احمد، الاسلام وحمایۃ البیئۃ، دار العلم للنشر والتوزیع قاہرہ، 1999ء، ص132

[8] Climate Change, A Threat to economic growth of Pakistan, An Article by Naeem Ikram,2014

[9] Pakistan Economic Survey:2016-17,A report by Ministry of Pakistan

[10]عادل عبدالرزاق، المنہج النبوی فی تعزیز السلوک الایجابی تجاہ البیئۃ، مجلۃ جامعۃ الشارقۃ یمن، 2009ء، ص16

[11]، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار ابن کثیر دمشق، 2006ء، ج1، حدیث نمبر521

[12]، احمد بن الحسین البیہقی، السنن الکبری، داۃ النقب العلمیۃ بیروت، 2001ء، ج1، حدیث نمبر314

[13]ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاري، صحیح بخاری، دارالاشاعت، 1975ء، ج1، حدیث نمبر160

[14]سلیمان بن الاشعث السجستانی ابوداود، سنن ابوداود، الرسالۃ العلمیۃ، 2009ء، ج1، حدیث نمبر184

[15] صحیح البخاری، ج5، حدیث نمبر5380

[16] صحیح مسلم، ج6، حدیثنمبر5926

[17] صحیح البخاری، ج2، حدیث نمبر2361

[18]الاسلام والبیئۃ، ص81

[19] صحیح مسلم، ، ج1، حدیث نمبر218

[20] صحیح مسلم، حدیثنمبر2014

[21] Climate Change, A Threat to economic growth of Pakistan

[22] Pakistan's Options for Climate Change, A Study by LEAD Pakistan Orgnization, 2017, p 19

[23]احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، دار الکتب العلمیۃ، 2009ء، ج3، حدیث نمبر13004

[24]سنن ابوداد، ج4، حدیث نمبر5441

[25] صحیح البخاری، ج5، حدیث نمبر 5128

[26] صحیح مسلم، ج2، حدیث نمبر 1282

[27] محمد بن یزید ابن ماجۃ القزوینی، سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العلمیۃ، 2000ء، ج2، حدیث نمبر 3265

[28] صحیح مسلم، ج2، حدیث نمبر 1286

[29] صحیح بخاری، ج1، حدیث نمبر 222

[30] السنن الکبریٰ وفی ذیلہ الجوھر النقی، ج10، حدیث نمبر 21325

[31] صحیح بخاری، ج2، حدیث نمبر 2018

[32] صحیح مسلم، ج2، حدیث نمبر 1288

[33] محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، دار طیبۃ، 1994ء، ج1، حدیث نمبر 1168